ریاستی دولت میں غُلول، غال کی سزا کا تعین اور اجراء کے امکانات

Fury in State Wealth, Determination of Punishment for Theft and its possibilities of execution

ڈاکٹر سجاد علی رئیسی* ثمینہ ہنجرا ** سیدہ شائلہ رباب***

ISSN (P) 2664-0031 (E) 2664-0023

DOI: https://doi.org/10.37605/fahmiislam.v5i1.343

Received: February 19,2022
Accepted: June 15, 2022
Published: June 30,2022

Abstract

Gulool (غلول) is a specific term in Islamic Jurisprudence which means to prevent the fury in war booty. It is the need of the time to enhance the application of war booty on the whole wealth of State. In Islamic theology, it has been prescribed by various jurisprudents that the wealth should be recovered from the betrayal at any cost and he must be persecuted according to the Islamic Jurisprudential laws. The Islamic Jurisprudence needs to be reconstructed because according to the exiting Islamic jurisprudential laws it may not be possible to prevent the fury of state wealth. In this regard Jurisprudents should review the laws of punishment of the betrayal of state wealth. This research study aims to highlight the significance, causes and recommendations to prevent all kind of fury from state wealth. It may be possible to declare the betrayal treacherous of the state and punish him accordingly. If we do not review our jurisprudential laws, we can't be able to preserve the stat economy. Finally, we can say that Sharia in all terms highly condemns the Gulool.

Key Words: booty, Islamic Jurisprudence, laws of punishment, Sharia.

مقدمہ

غلول عربی زبان کا لفظ غَلَّ سے نکلا ہے۔ جس کے متعدد معانی بیان ہوئے ہیں۔ جن میں سے چند ایک یہ ہیں، چھپادینا، ملادینا، غبن کرنا، دھوکا دینا، خیانت کرنا وغیرہ۔ عرف عام میں مال غنیمت میں خیانت کرنے

* اسوسی ایٹ پروفیسر، انسٹیٹیوٹ آف اسلامک اسٹڈیز، فیکلٹی آف سوشل سائنس، شاہ عبداللطیف یونیورسٹی، خیرپور، پاکستان۔
E-mail: Sajjad.ali@salu.edu.pk
** سینئر لیکچرار، ڈیپارٹمنٹ آف اسلامک اسٹڈیز اینڈ عریبک، لاہور یونیورسٹی، پاکستان۔
*** ٹیچنگ اسسٹنٹ، انسٹیٹیوٹ آف اسلامک اسٹڈیز، فیکلٹی آف سوشل سائنس، شاہ عبداللطیف یونیورسٹی، خیرپور، پاکستان۔

کو غلول کہا جاتا ہے جبکہ اکثر فقہاء کے نزدیک بھی غلول کے معنی مال غنیمت کے کچھ حصے کو تقسیم سے پہلے چھپالینا مراد ہے۔مال غنیمت اس دولت کو کہا جاتا ہے جو مسلمانوں کو جہاد (قتال) کے نتیجے میں حاصل ہوتا ہے۔طول تاریخ میں تمام مفسرین نے اسی مال غنیمت میں خیانت کرنے کو غلول مراد لیا ہے۔چونکہ اکثر فقہاء نے یہی محدود تعریف بیان کی ہے جس کی وجہ سے غلول کا اطلاقی پہلو بھی محدودیت کا شکار ہے۔اس لئے غنیمت کی تفہیم جدید لازمی ہے تاکہ اس میں وسعت آجائے اوراس کے نتیجے میں غنیمت اور غلول کے اطلاقی پہلوؤں میں بھی وسعت پیدا کی جاسکے۔

مقاصد تحقیق

مقالہ ہذا کے دو بنیادی مقاصد ہیں۔ مقصد اول یہ ہے کہ قرآن مجید میں لفظ غلول کا استعمال صرف ایک آیت میں ہوا ہے اور اس کا مترادف لفظ "خیانت" ہے جو قرآن مجید میں متعدد بار استعمال ہوا ہے۔ مفسرین قرآن نے غلول کی اصطلاح کو خیانت مراد لیا ہے اور اسی تناظر میں اس لفظ کی تعبیر و تشریح پیش کی۔ اگر غلول کا اطلاق خیانت کے مفہوم میں ہوتا ہے تو پھر خیانت کی اصطلاح کے بجائے غلول کی اصطلاح کیوں استعمال ہوئی ہے۔ لہذا غلول کی اصطلاح کو اس آیت کے شان نزول کے تناظر میں از سر نو سمجھنے کی ضرورت ہے۔ مقصد ثانی یہ ہے کہ چونکہ غلول سے مراد مال غنیمت پر خیانت ہے۔ اور اکثر فقہاء کے نزدیک مال غنیمت سے مراد بیت المال بھی لیا جاتا ہے۔ دور جدید میں تقریبا علماء کا اس پر اجماع ہے کہ بیت المال سے مراد ریاستی دولت (State Wealth) لی جاتی ہے۔یوں جدید اصطلاح میں غلول کا مفہوم ریاستی دولت کو غبن کرنے کو کہا جائے گا۔ چونکہ مملکت پاکستان میں سرکاری مال و دولت پر خیانت (Financial Corruption) کا چرچا بہت ہے۔ اس لئے لازم تھا کہ اس آیت کے ذیل میں ریاست کی دولت پر خیانت کے حوالے قرآن سے رہنمائی حاصل کی جائے اور اسی تناظر میں قانون سازی کی جائے۔

سابقہ تحقیقات کا جائزہ

غلول (سرکاری مال کو غبن کرنے) کے مفہوم پر ابھی تک کوئی کتاب یا مقالہ ضبط تحریر میں نہیں آیا ہے۔ مفسرین نے سورہ آل عمران کی آیت ۱۶۱ کی تشریح میں مال غنیمت میں خیانت (عمومی مفہوم) سے تعبیر کیا ہے اوراس کی روز قیامت سزاوار ہونے کی طرف بھی اشارہ کیا ہے۔ ہماری تحقیق و تفحص کے باوجود ایسا کوئی علمی مواد ہمیں میسر نہیں ہوا جس میں غلول کے معنی غبن کے مفہوم میں بیان ہوئے ہوں تاہم جامعۃ العلوم الاسلامیہ کراچی کی آفیشل ویب سائیڈ میں ایک مقالہ اسی عنوان پر موجود ہے۔[1] جس میں آیہ غلول و آیت خمس کے ذیل میں سرکاری خزانے میں خیانت کو غلول کا نام دیا گیا ہے۔ یہ ایک جامع اور مدلل مقالہ ہے لیکن غلول کے مخصوص معنی سرکاری جائداد میں غبن مراد نہیں لیا گیا ہے بلکہ عمومی طور پر قومی خزانے میں خیانت غلول کے مصادیق میں سے ایک مصداق قرار دیا ہے۔ نیز غال (غبن کرنے والا مجرم) کی سزا کا تعین بھی اس مقالے میں موجود نہیں ہے۔ تاہم ہمارے نزدیک غلول پر یہ ایک بہترین تحقیق ہے۔

غلول عربی زبان کا لفظ ہے۔ جو غل، یغل کا مصدر ہے۔ وَمِنَ الْغُلُولِ غَلَّ يَغُلُّ بِالضَّمِّ. وَ (أَغَلَّ) الرَّجُلُ خَانَ.[2] غلول کے معنی چھپا دینا، ستر کرنا، کپڑے سے ڈھانپ لینا، دھوکا دینا اور غبن کرنے کے ہیں۔ قرآن مجید کی سورہ آل عمران میں غلول (اسم و فعل) بیان ہوا ہے جس کا ترجمہ مفسرین نے خیانت کیا ہے۔ لفظ خیانت غلول کا ایک عمومی مفہوم ضرور پیش کرتا ہے لیکن غلول کے معنی خیانت کے نہیں ہیں بلکہ چھپانے اور غبن کرنے کے ہیں۔ چونکہ غبن سرکاری و غیر سرکاری خزانے میں کیا جاسکتا ہے۔ "کسی سرکاری یا غیر سرکاری منتظم اعلیٰ یا کسی عہدہ دار کا سرکار یا اپنے مالک کا زر و مال اپنے کام میں لانے کے لیے بدعنوانی کرکے غیر قانونی طریقہ سے نکال لینا یا چوری کرلینا۔"[3]

غلول قرآنی اصلاح ہے اس لئے تمام مفسرین نے اس کی تشریح کی ہے۔ جس کا عمومی مفہوم مال غنیمت میں خیانت کرنے کا ہے۔ جیسا کہ مشہور حدیث ہے:" مَنْ جَاءَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ بَرِيئاً مِنْ ثَلاثٍ، دَخَلَ الْجَنَّةَ: الْكِبْرُ وَالْغُلُول، وَالدَّيْنُ ،جو شخص تین چیزوں [یعنی] تکبر، مال غنیمت میں خیانت اور قرض سے پاک مرا وہ جنت میں جائے گا۔"[4] مال غنیمت سے مربوط قرآن مجید کی یہ آیت سب سے زیادہ مشہور ہے۔

"وَاعْلَمُوا أَنَّمَا غَنِمْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَأَنَّ لِلَّهِ خُمُسَهُ وَلِلرَّسُولِ وَلِذِي الْقُرْبَى وَالْيَتَامَى وَالْمَسَاكِينِ وَابْنِ السَّبِيلِ إِنْ كُنْتُمْ آمَنْتُمْ بِاللَّهِ وَمَا أَنْزَلْنَا عَلَى عَبْدِنَا يَوْمَ الْفُرْقَانِ يَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعَانِ وَاللَّهُ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ۔"[5] اور جان لو کہ جس قسم کی غنیمت تمہیں ملے تو خدا، رسول، ذی القربیٰ، یتیموں، مسکینوں اور مسافروں کے لئے اس کا پانچواں حصہ ہے۔"[6] اس آیت میں غنیمت کا جو لفظ استعمال ہوا ہے۔ اکثر مفسرین قرآن نے اس سے مراد صرف جنگ سے حاصل ہونا والا مال لیا ہے۔ اور علماء کی اکثریت نے اسی سے استفادہ کرتے ہوئے مال غنیمت سے مراد صرف جنگی مال تک محدود رکھا ہے۔ جبکہ لفظی اعتبار سے اس لفظ کا استعمال صرف جنگی مال تک محدود نہیں ہے بلکہ ہر طرح کی جائداد جو انسان کے پاس ضرورت سے زیادہ ہو وہ سب مال غنیمت میں شمار ہوتا ہے۔ اکثر ماہرین لغت نے یہی معنی لیا ہے۔"غنيمة، وهي الحصول على الشيء بلا مشقة" بغیر مشقت کے جو جائداد انسان کو ملے وہ اس کے لئے مال غنیمت ہے۔"[7] لہذا غنیمت کا لغوی مفہوم یہ ہے کہ وہ مال جو انسان کو بلا مشقت ملے یا وہ تمام جائداد جو انسان کے پاس اس کی ضرورت سے زیادہ ہو وہ سب مال غنیمت شمار کی جائے گی۔ سورہ انفال میں غنیمت کا مصداق اپنے سیاق وسباق کے اعتبار سے صرف جنگی مال تک منحصر ہے لیکن لغوی و عرفی اعتبار سے اس کا اطلاق ہر اس شئ پر ہوتا ہے جو انسان مشقت اور زحمت کے بغیر حاصل کرے۔ اس لئے ہم کہہ سکتے ہیں کہ مال غنیمت سے مراد صرف جنگ میں حاصل ہونے والا مال و جائداد نہیں ہے بلکہ کسی انسان کا انفرادی مال ہو یا کوئی اجتماعی جائداد ہو جس پر متعدد لوگوں کا برابر حق ہو یا اسی طرح ریاست یا بنک کا مال ہو وہ سب مال غنیمت میں شمار ہوگا۔ اسلام کے شروعات میں مال غنیمت کا مصداق صرف بیت المال کو ہی سمجھا جاتا تھا تاہم مرور زمانے کے ساتھ اس میں وسعت پیدا ہوئی۔ دور حاضر میں اس سے مراد ریاست سے مربوط ہر طرح کی جائداد اور مال ہے۔ لہذا فقہی اعتبار سے مال غنیمت میں کسی طرح کا غلول جائز نہیں ہونے کا عمومی مطلب یہ ہے کہ اجتماعی جائداد ہو یا انفرادی جائداد، نجی ہو یا سرکاری جو کسی بھی اعتبار سے منقسم ہونے کا تقاضا کرتی ہے اس میں قبل از تقسیم کسی طرح کا غبن کرنا فقہی اصطلاح میں غلول ہے۔ اگر مال غنیمت میں غلول جائز نہیں ہے تو اس سے مراد ریاست کے مال و دولت کو غبن کرنا بھی غلول

کی ایک شکل ہے۔ غلول نہ صرف ریاست کی دولت میں غبن کرنا ہے بلکہ اس کا اطلاق نجی و سرکاری بنکاری وغیرہ میں بھی ہوتا ہے۔ لہذا غلول صرف ریاست کی دولت کو دھوکہ دہی سے غبن کرنا ہی نہیں بلکہ ریاست کی کسی بھی شئ کو کسی کو ہدیہ، تحفہ یا کسی اور عنوان سے دینا بھی غلول کے ضمن میں آتا ہے۔ شریعت کی روح سے ریاستی سطح پر حکمرانوں کو دیے جانے والے تحفے و تحائف بھی غلول کے ضمن میں آتے ہیں۔ "قَالَ رَسُولُ اللّٰہِؐ-صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم- "هَدَايَا الْأُمَرَاءِ غُلُولٌ "[8] یقیناً دور حاضر میں یہ ایک عالمی مسئلہ ہے کہ حکمران ریاستی جائداد کو ذاتی جائداد کی حیثیت سے اپنی پسند اور ناپسند کی بنیاد پر کروڑوں کی جائداد کو تحفے و تحائف کی صورت میں دے دیتے ہیں۔ جبکہ تحفے میں دی جانے والی یہ جائداد ان کی ذاتی جائداد نہیں ہوتی۔ ڈاکٹر حمید اللہ نے اپنے ایک خطبہ میں اس حوالے سے مختصر گفتگو کی ہے۔ "اگر سرکاری آمدنی حکمرانوں کی آمدنی سمجھ لی جائے تو حکمرانوں کے قریبی لوگ، ماتحت لوگ، ناجائز فائدہ اٹھاتے ہیں اور اگر معلوم ہو کہ حکمران کے لئے حرام ہے تو ماتحت افسروں کو ذرا احتیاط سے کام لینا پڑتا ہے کہ حکمران ان کا محاسبہ کرے گا۔ اس لحاظ سے یہ نہایت اہم بات ہے کہ اسلام کے سوا دنیا کی اور کسی قوم نے سرکاری آمدنی حکمران کی ذات کے لئے ممنوع قرار نہیں دی۔ یہ صرف اسلام کی خصوصیت ہے۔ "[9] اسلامی نظام معشیت کی اصل روح یہی ہے کہ جو بھی جائداد جمع ہو جائے اس کا انفاق کیا جائے۔ سرکاری یا نجی، کسی صورت میں بھی ذخیرہ اندوزی کرنے کی اجازت اسلام نہیں دیتا ہے۔ "عام معاشی نظام خواہ انفرادی ہو یا اجتماعی بیشتر اس کی بنیاد لینے اور سمیٹنے پر قائم ہوا کرتی ہے لیکن اسلامی نظام معاش کی بنیاد اس کے بالکل برعکس ہے۔ اس کا اساسی اصول دینے اور بانٹنے پر ہے۔ یعنی اُدھر نفع اندوزی ہے اور اِدھر نفع رسانی۔ اُدھر اکتناز ہے اِدھر انفاق۔ یہ ظاہر ہے کہ کمائے بغیر انفاق کا کوئی تصور نہیں ہو سکتا ہے۔ "[10] جب جائز طریقے سے ذخیرہ اندوزی کا اسلام اجازت نہیں دیتا ہے تو پھر غلول کے ناجائز طریقے سے جائداد کی ذخیرہ اندوزی کی اجازت کیسے دے سکتا ہے۔ اگر انفرادی یا اجتماعی سطح پر مال و دولت جمع ہو جائے تو اس کو اسلامی اصولوں کے مطابق برابر انفاق کرنا ضروری ہے اس پر کسی طرح سے بھی خیانت قابل قبول نہیں ہے۔ اس لئے قطعی طور پر حکمرانوں کو یہ حق نہیں پہنچتا ہے کہ وہ عوامی جائداد کو اپنی ملکیت کے طور پر استعمال میں لائیں۔ اگر

ریاستی سطح پر غلول کے قوانین نافذ العمل ہوں تو پھر حکمران یہاں تک کہ ریاست کے سربراہ کو بھی اس طرح کرنے کی اجازت نہ ہو۔ دنیا کے اکثر ممالک میں بیت المال اور دیگر ریاستی شعبوں میں مال و دولت کو غبن کرنے والوں کے لئے مختلف سزائیں ہیں۔ کچھ سال قبل پاکستان میں وزیر اعظم کو اسی بنیاد پر سپریم کورٹ نے نااہل قرار دے کر وزارت عظمیٰ سے ہٹادیا۔ عقلی اور شرعی اعتبار سے وزارت سے ہٹادینا سزا کافی نہیں ہے بلکہ لوٹی ہوئی دولت کی واپسی کے ساتھ ساتھ جسمانی سزائیں دینے سے ہی اس جرم کا انسداد ممکن ہے۔ پاکستان کے آئین کے مطابق نیب (National Accountability Bauru) اور احتساب عدالتوں کی یہ ذمہ داری بتائی جاتی ہے۔ لیکن قوانین میں واضح اور متعین سزائیں موجود نہیں ہیں۔ اس لئے ضرورت اس امر کی ہے کہ شرعی اعتبار سے غلول کی سزاؤں کا تعین کیا جائے اور پھر قانون سازی کے ذریعے ان سزاؤں کو ریاستی آئین کا حصہ بنایا جائے تو پھر ان سزاؤں کے ذریعے ریاست کی دولت لوٹنے کا محاسبہ کماحقہ ممکن ہو سکے گا۔

قرآن و حدیث میں غال (غبن کرنے والے) کی شدید مذمت میں نصوص موجود ہیں۔ فقہاء اور مجتہدین کو ان نصوص کی بنیاد پر غلول کے حوالے سے سزاؤں کا تعین کرنا پڑے گا۔ اس سلسلے میں سب سے اہم آیت یہ ہے۔"**وَمَا كَانَ لِنَبِيٍّ أَنْ يَغُلَّ وَمَنْ يَغْلُلْ يَأْتِ بِمَا غَلَّ يَوْمَ الْقِيَامَةِ ثُمَّ تُوَفَّى كُلُّ نَفْسٍ مَا كَسَبَتْ وَهُمْ لَا يُظْلَمُونَ**"[11]۔ ناممکن ہے کہ نبی سے خیانت (غبن) ہو جائے ہر خیانت کرنے والا خیانت کو لئے ہوئے قیامت کے دن حاضر ہو گا، پھر ہر شخص کو اپنے اعمال کا پورا پورا بدلہ دیا جائے گا، اور وہ ظالم نہ کئے جائیں گے"۔[12] جیسا کہ پہلے بتایا گیا ہے کہ تمام مفسرین نے غلول کا ترجمہ خیانت کیا ہے جو صحیح اور اصلی ترجمہ نہیں ہے بلکہ خیانت کے بجائے غبن کے لفظ زیادہ معقول اور مناسب معلوم ہوتا ہے۔ غلول عربی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی چھپادینے کے ہیں جو عرفی طور پر غبن کا مفہوم دیتا ہے۔"غَلَّ فُلانٌ غُلُولاً: خیانت کرنا، چپکے سے کوئی چیز اپنے سامان میں ملالینا، دھوکا دینا،،[13] اگر اس لفظ پر غور کیا جائے تو اس کے اصلی معنی خیانت کے نہیں بلکہ چھپانے کے ہیں۔ اب جو شخص کسی مال کا مالک نہیں ہے وہ اس مال کو چھپا کر اپنا بنالے تو یقینا یہ ایک غبن ہے۔ لہذا آیت کی تعبیر و تشریح خیانت کے مفہوم میں نہیں بلکہ غبن کے مفہوم میں کی جائے گی۔

اس آیت کے ظاہری ترجمے سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ غال (غبن کرنے والے) کو روز قیامت سزادی جائے گی کیونکہ آیت میں واضح طور پر غال کے لئے دنیا میں کوئی سزا نہیں رکھی گئی ہے۔ قرآنی آیات اور احادیث میں واضح طور پر غلول کی کوئی واضح سزا کا تعین نہیں ہے۔ ہمیں ایسی کوئی روایت نہیں ملتی ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے بیت المال (ریاستی مال و دولت) میں خیانت کرنے والے کو اپنی حیات میں کوئی جسمانی سزادی ہو۔ تاہم اس سلسلے میں ہمیں ایک روایت حضرت عبداللہ بن عمر سے ملتی ہے۔

" **عَنِ النَّبِيِّ ﷺ :إِذَا وَجَدْتُمُ الرَّجُلَ قَدْ غَلَّ فَأَحْرِقُوا مَتَاعَهُ وَاضْرِبُوهُ، قَالَ: فَوَجَدْنَا فِي مَتَاعِهِ مُصْحَفًا، فَسَأَلَ سَالِمًا عَنْهُ فَقَالَ: بِعْهُ وَتَصَدَّقْ بِثَمَنِهِ۔"**[14] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ جب تم دیکھو کہ کسی نے مالِ غنیمت کے مال میں چوری کی ہے تو اس کا سامان جلاڈالو اور اسے مارو (راوی کہتے ہیں) ہمیں اس کے سامان میں ایک مصحف بھی ملا تو مسلمہ نے سالم سے اس کے متعلق پوچھا، انہوں نے کہا: اسے بیچ دو اور اس کی قیمت صدقہ کردو۔" جو دولت غبن کی گئی ہے اس کو حتی المقدور واپس لینے کے علاوہ مندرجہ بالا حدیث سے دو مزید سزائیں واضح طور پر ثابت ہوتی ہیں کہ غال (غبن کرنے وال مجرم) کا سامان جلادو۔ اس کا اجتہادی نقطہ نظر یہی ہے کہ اس کی تمام جائداد کو ضبط کرکے بیت المال کا حصہ قرار دیا جائے اور اسے مارو سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اسے تعزیری سزادی جائے جس کی انتہائی سزا موت بھی ہوسکتی ہے۔ علی ہذاالقیاس جب قرآن مجید چور کی (شرائط مکمل ہونے کے بعد) ہاتھ کاٹنے کا حکم دیتا ہے تو یقیناً ریاست کے مال و دولت لوٹنے والا غال درحقیقت ایک مسلمہ چور ہے تو اس کو جسمانی سزا کیوں نہیں دی جاسکتی ہے۔ اگرچہ یہ حدیث ضعیف ہے لیکن حکم حدیث معتبر اور مستند ہے۔ محدیثین کے نزدیک ضعیف حدیث سے استناد اور اجتہاد ممکن ہے جب تک اس حدیث کی مخالفت میں کوئی دوسرا حکم موجود نہ ہو۔ لہذا حدیث ہذا کو اس مرحلے میں نظر انداز نہیں کیا جاسکتا ہے۔

یہ بات یاد رکھنا چاہے کہ اگر ایسا جرم جس سے معاشرے میں بگاڑ پیدا ہوتا ہے تو اس معاشرتی بگاڑ کے درست کرنے کے لئے سزاو جزا کا اجراء ہر معاشرے میں لازم ہے۔ شریعت کی روح سے ایسی سزا کو تعزیر کہا

جاتا ہے لہذا اگر غلول کی سزاؤں پر واضح نص موجود نہ ہو تو پھر اقتضا اصلاح معاشرہ کے تحت تعزیر کی سزا کا تعین لازم ہو تا ہے۔ اگر غال کے لئے سزاؤں کا تعین ہو تا ہے تو یہ اپنی ذاتی رائے اور پسند اور ناپسند کی بنیاد پر نہیں بلکہ قضیہ اصغر واکبر کے تحت اس کا انتخاب کرنا ہو گا۔ یقیناً آج کے دور میں ریاستی ملکیت میں ڈاکہ زنی دنیا کا ایک اہم ترین مسئلہ ہے۔ پانامہ لیکس کے بعد یہ مسئلہ ابھر کر دنیا کے سامنے آیا، یوں یہ پاکستان سمت پوری دنیا میں ایک بہت بڑا قضیہ بن چکا ہے اس لئے اس کے انسداد کے لئے لازم ہے کہ اسی سے مخصوص سزاؤں کا تعین کیا جائے۔ ہم یہ نہیں کہتے ہیں کہ اس پر ذاتی رائے زنی کی جائے بلکہ قرآن و سنت سے اس کا استنباط کیا جائے۔ قرآنی آیات اور رسول اکرم ﷺ کے فرمودات کا بغور جائزہ لیا جائے تو یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ آپ ﷺ نے نہ صرف اس کی مذمت کی ہے بلکہ اس کا محاسبہ بھی کیا ہے۔ یہاں تک کہ آپ نے غال کے کسی طرح کی بھی عذر خواہی کو قبول نہیں فرمایا ہے۔ اس حوالے سے متعدد اروایات موجود ہیں۔ یہاں تک رسول اکرم ﷺ نے غال کی نماز جنازہ پڑھانے سے معذرت کی ہے۔"عَنْ زَيْدِ بْنِ خَالِدٍ الْجُهَنِيِّ، قَالَ: تُوُفِّيَ رَجُلٌ مِنْ أَشْجَعَ بِخَيْبَرَ،فَقَالَ النَّبِيُّ – صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ –: "صَلُّوا عَلَى صَاحِبِكُمْ" فَأَنْكَرَ النَّاسُ ذَلِكَ، وَتَغَيَّرَتْ لَهُ وُجُوهُهُمْ، فَلَمَّا رَأَى ذَلِكَ قَالَ: "إِنَّ صَاحِبَكُمْ غَلَّ فِي سَبِيلِ اللَّهِ".قَالَ زَيْدٌ: فَالْتَمَسُوا فِي مَتَاعِهِ، فَإِذَا خَرَزَاتٌ مِنْ خَرَزِ يَهُودَ مَا تُسَاوِي دِرْهَمَيْنِ۔"[15] حضرت زید بن خالد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ میں سے ایک کا غزوہ خیبر کے دن انتقال ہو گیا۔ دوسرے حضرات نے اس کا تذکرہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تو آپ نے فرمایا تم لوگ اپنے ساتھی کا جنازہ پڑھ لو۔[میں نہیں پڑھوں گا] یہ سن کر چہروں کے رنگ اڑ گئے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: تمھارے اس ساتھی نے اللہ کے راستے میں نکل کر خیانت کی ہے۔ صحابہ کرام فرماتے ہیں کہ ہم نے اس کے سامان کی تلاشی لی تو اس میں یہودیوں کے کپڑے سینے والے تسموں میں سے ایک تسمہ موجود تھا جس کی قیمت دو درہم بھی نہیں تھی" الغرض شرعی نصوص سے دو سزائیں تو واضح طور پر ثابت شدہ ہیں۔ پہلی سزا یہ ہے کہ غال (غبن کرنے ولا مجرم) سے غبن شدہ دولت کو واپس لیا جائے اور اس میں جتنی دولت واپس ہونے کے ممکنات سے نکل گئی ہے اس کے حساب سے غال کو اصل سزا کے علاوہ بھی سزا کا مستحق قرار دینا ہو گا۔ دوسری

سزا یہ کہ مجرم کو مال کو غبن کرنے پر خائن کی سزا دینی ہو گی۔ اس میں واضح کوئی نص تو نہیں ملتی ہے تاہم قرضہ دار کو قرضہ واپس نہ کرنے کی صورت میں قید کرنے کی سزا ثابت ہے۔یوں ریاستی مال و دولت میں خیانت (دھوکہ بازی، غبن، لوٹ کھسوٹ اور منی لانڈرنگ) کرنے والا شخص درحقیقت ریاست سے خیانت کر رہا ہوتا ہے۔ اس لئے اس شخص کو ریاست کا مخالف تصور کرتے ہوئے سزا کا مستحق قرار دینا ہو گا۔ یقیناً یہ ایک تعزیری سزا ہی ہو گی جس کی جرم کی نوعیت کے مطابق انتہائی سزا موت بھی قرار دی جاسکتی ہے۔ جب ہیروہن وافیون جیسی نشہ آور اشیاء کی اسمگلنگ کرنے والے شخص کو موت کا حقدار قرار دیا جاسکتا ہے تو ریاست کی دولت کو لوٹ کر دوسری ریاستوں میں منتقل کرنے والے شخص کو بھی وہی سزا دی جاسکتی ہے۔

بہر حال قوانین ریاست کے تحت تعزیری سزاؤں کو تعین کیا جاسکتا ہے لیکن نصوص سے یہ ثابت ہے کہ ان سزاؤں کا اطلاق حکمراں اور رعایا کے مابین مساوی ہوتا ہے اور کسی کو بھی ان سزاؤں میں تخفیف اور معاف کرنے کی اجازت حاصل نہیں ہوتی ہے۔ اگر اجتماعی مال و دولت کو نقصان پہنچانے میں بڑے پیمانے پر معاشرے میں نامساعد معاشی حالات کا سامنا کرنا پڑے تو اس صورت میں ریاست غال کو انتہائی سزا "موت" کا حقدار قرار دے سکتی ہے۔ نیز اسلامی روایات سے یہ نقطہ بھی اخذ ہوتا ہے کہ غال کے لئے جو بھی تعزیری سزا ریاست معین کرے وہ سزائیں قابل معافی نہیں ہیں۔ یعنی ان سزاؤں کو معاف کرنے کا اختیار کسی کو حاصل نہیں ہے۔ مملکت پاکستان میں سنگین سزاؤں میں بھی حاکم وقت (صدر مملکت) اپنے صوابدیدی اختیارات کے تحت مجرم کی سزا کو کم کرنے اور بعض مواقع پر مطلقاً معاف کرنے کا اختیار رکھتا ہے لیکن غلول کی سزاؤں میں حاکم وقت کو بھی یہ اختیار حاصل نہیں ہونا چاہیئے، کیونکہ "حضور کے زمانے میں ایک شخص غلول کا مرتکب قرار پایا، پھر وہ بارہا آپ ﷺ کی خدمت میں معافی تلافی کے لیے حاضر ہوتا رہا، مگر آپ ﷺ نے اس کے اعتذار کو ناقابل سماعت قرار دیا: " لا أملك شيئا قد أبلغتك "[16] میں کسی چیز کا مالک نہیں ہو، اپنی بات پہنچا چکا۔" جب رحمت للعالمین ﷺ نے اپنی حیات میں غال کی عذر خواہی کو قبول نہیں فرمایا کیونکہ یہ آپ ﷺ کی ذات

کا مسئلہ نہیں تھا بلکہ بیت المال کا مسئلہ تھا۔ لہذا ریاستی دولت کو غبن کرنے والے کی سزا کسی صورت معاف نہیں ہو سکتی ہے۔ یہاں تک ریاست کا سربراہ بھی اس سزا کو معاف کرنے کا حق نہیں رکھتا ہے۔ واللہ اعلم

نتائج

1 تحقیق ہذا سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ غلول کے معنی خیانت کے نہیں بلکہ غبن کے ہیں جبکہ تمام مفسرین نے اس کے معنی خیانت مراد لیا ہے۔ غلول سے مراد سرکاری و غیر سرکاری جائداد سے مال غبن کرکے اپنی ملکیت ظاہر کرنا ہے۔

2 غلول کا تعلق صرف جنگی دولت تک محدود نہیں بلکہ تمام نجی و سرکاری قابل تقسیم دولت پر بھی اس کا اطلاق ہوتا ہے۔

3 مال غنیمت سے مراد صرف جنگی مال و دولت نہیں بلکہ بلا مشقت حاصل ہونے والی تمام جائداد مال غنیمت میں شامل ہے۔

4 غال کی سزا تعزیری ہے تاہم غلول کے معیار و مقدار کے مطابق جسمانی سزا کا تعین کرنا ریاست کی ذمہ داری ہے۔

5 روایات سے تین سزائیں مستنبط ہوتی ہیں۔ غال سے غبن کردہ جائداد کی واپسی، ہر طرح کے ریاستی عہدوں کے لئے نااہل، جسمانی سزائیں جس کی انتہائی سزا موت بھی ہو سکتی ہے۔

6 غال کی سزائیں معاف کرنے کا اختیار کسی کو حاصل نہیں یہاں تک حاکم وقت (صدر مملکت) کو بھی یہ اختیار حاصل نہیں ہے۔

تجویز و مشورے

.1 غلول کے معنی غبن کے ہیں تو غبن کے بارے میں تعزیرات پاکستان میں سزائیں موجود ہیں تاہم سرکاری خزانے سے غبن کے حوالے سے قوانین کا فقدان ہے۔ غبن کے معیار مقدار اور تحدید کے حوالے سے قانون بہت حد تک خاموش ہے اس لئے غبن کے معیار و مقدار کے حوالے سے قانون سازی کرنا انتہائی ضروری ہے۔

2. بیت المال (سرکاری خزانے یا سرکاری جائداد) میں غبن کے حوالے سے قانون سازی کی ضرورت ہے۔
3. غال یعنی غبن کرنے والے کی سزا کا تعین تعزیرات پاکستان میں موجود نہیں ہے بلکہ اکثر ایسے مواقع پر سابقہ امثال سے ہی مدد لی جاتی ہے اس لئے لازم ہے کہ غبن کرنے والے کی سزا کا تعین کیا جائے۔
4. غبن اور (Corruption) کے نقصانات سے عوام الناس کو باور کرانے کے لئے اس سلسلے میں اسباق کو نصاب کا حصہ بنایا جائے۔
5. اسلامی روایات سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ غال (غبن کرنے والے) کی انتہائی سزا موت ہے۔ اس لئے قانون سازی کے ذریعے غبن کے انتہائی (Maximum) معیار و مقدار کے تعین کیا جائے تاکہ اس جرم کے مرتکب کو سزا موت دی جاسکے۔

حوالہ جات

---

[1] https://www.banuri.edu.pk/bayyinat-detail/قومی-خزانے-کو-نقصان-پہنچانا-قومی-جرم-ہے (۱۹ جون ۲۰۲۲)

[2] زين الدين أبو عبد الله محمد بن أبي بكر بن عبد القادر الحنفي الرازي، مختار الصحاح، المكتبة العصرية - الدار النموذجية، بيروت، الطبعة: الخامسة، 1420ه-/1999م

Zain Uddin Abu Abdullah bin abi bakkar abdulqader Al-hanafi Al-razi, Mukhtar Al-Sihah, Almaktaba Alasria, Bairoot, addition 5th,1420-1999.

[3] https://www.rekhtadictionary.com/meaning-of-gaban?lang=ur (19 June 2022)

[4] البيهقي، أحمد بن الحسين بن علي بن موسى أبو بكر، سنن البيهقي الكبرى، (مكتبة دار الباز - مكة المكرمة، 1414–1994) حديث نمبر 10746

Al-baihqi, Ahmad bin Husain bin ali bin moosa Abubakkar,Sunnan Al-Baihki Alkubra, Maktaba Dar Albaz- Makka-tul-mukarrama,1414-1994, Hadees Number 10746.

[5] القرآن: 8/41

Al-Qura'an: 8/41.

[6] ناصر مکارم شیرازی، تفسیر نمونہ، ج4، ص445، ترجمہ از سید صفدر حسین نجفی، مصباح القرآن ٹرسٹ، لاہور

Nasir Makarim Shirazi, Tafseer Namoona,Vol 4,P 445, Tarjuma az Syed Safdar Husain najfi, Misbah Al-Qura'an Tarast, Lahore.

[7] جمال الدين عبد الله الأنصاري، أوضح المسالك إلى ألفية ابن مالك، دراسة وتحقيق: يوسف الشيخ محمد البقاعي، دار الفكر للطباعة والنشر والتوزيع

Jamaluddin Abdullah Al-ansari,Awzah-ul-masalik Ila Al-fiqhia Ibn Malik, Dirasa wa tehqeeq:Yousuf Al-Shaikh Muhammad Al-baqi, Dar Al-Fikr

[8] البيهقي، سنن البيهقي الكبری، (حدیث:20261)

Al-baihqi,Sunnan Al-Baihki Alkubra, Hadees Number 20261.

[9] ڈاکٹر حمید اللہ، خطباتِ بہاولپور، خطبہ نمبر عہد نبوی نظام مایہ و تقویم، ص297،296، بہاولپور: اسلامیہ یونیورسٹی، 1401ھ۔

Dr.Hamidullah, Khutbat-e-Bahawalpur, Khutba number Ehd-e-nabawi Nizam maya wa taqweem, P296,297, Bahawalpur, Islamia University, 1401.

[10] پھلواروی، مولانا شاہ محمد جعفر، اجتہادی مسائل، ص151، ناظم ادارہ ثقافت اسلامیہ، لاہور، جون1999

Pulwarvi, Moulana shah Muhammad jafar, Ijtehadi Masail, P151,Nazim Idara wa-saqafat Islamia, Lahore,June 1999.

[11] القرآن:161/3

Al-Qura'an: 3/161.

[12] ابن کثیر، عماد الدین، تفسیر ابن کثیر، ترجمہ محمد خالد سیف، دارالسلام، لاہور، سورہ آل عمران، آیت 161

Ibn Kasir, Imaduddin , Tafseer Ibn-e-Kasir, Tarjuma: Muhammad Khalid Saifullah, Dar Al-Islam, Lahore, surh Aal-e-Imran,161.

[13] /https://www.almaany.com/ur/dict/ar-ur/غلول/ (17-6-2022)

[14] ابو داؤد، سلیمان بن الاشعث السجستانی، سنن ابو داؤد، کتاب الجہاد، باب عقوبۃ الغال، جلد سوم، صفحہ 49، حدیث نمبر 2715/2713

Abu Daod Sulaiman Bin Asha's Al-Sajastani, Sunan Abi Daod, Kitab al-jehad, Bab oquba-tul-aal,Vol 3,P49,Hadees Number 2713/2715.

[15] القزويني، محمد بن يزيد أبو عبد الله، سنن ابن ماجه، دار الفكر-بيروت (حدیث2848)

Al-qazveni,Muhammad bin Yazid Abu Abdullah, Sunnan Ibn-e-Maja, Dar Al-fikr- Bairoot, Hadees 2848.

[16] محمد بن حبان بن أحمد أبو حاتم التميمي، صحيح ابن حبان، مؤسسة الرسالة-بيروت، الطبعة الثانية، 1414-1993 (حدیث4848)

Muhammad bin Habban bin Ahmad abu hatim, Ibn-e-Habban, Moassa-tul-risala, Bairoot,1414-1993,Hadees4848.